ریکارڈز ٹوٹنے کے لیے ہی تو بنتے ہیں

تحریر: سہیل احمد لون

میدان کھیل کا ہو سیاست یا جنگ کا یہ جہاں بھی لگتا ہے تو اس میں ہار جیت کیساتھ ساتھ نئے ریکارڈز بھی بنتے ہیں اور پرانے ریکارڈز ٹوٹتے بھی ہیں۔ صحافتی میدان میں بھی کئی ریکارڈز بن چکے ہیں، اخبار میں پہلے صفحے پر سرخی یا ہیڈ لائن کو وہی اہمیت حاصل ہوتی ہے جو انسانی جسم میں قلب کو۔ پرنٹ میڈیا کے موجد برطانیہ میں آج تک ہیڈ لائنز میں سب سے زیادہ رہنے کا ریکارڈ جس شخصیت کے پاس ہے وہ آنجہانی لیڈی ڈیانا ہے، لیڈی ڈیانا مرنے کے بعد بھی سب سے زیادہ شہ سرخیوں میں رہنے والی شخصیت ہیں۔ اخبار کی ہیڈ لائن کی طرح نیوز چینلز پر بریکنگ نیوز کو بھی بڑا اہم مقام حاصل ہوتا ہے، یہ الگ بحث ہے کہ ہمارے نجی چینلز پر بریکنگ نیوز کا معیار کیا ہے؟ جیسے لیڈی ڈیانا کے پاس شہ سرخیوں میں رہنے کا عالمی ریکارڈ ہے اسی طرح نیوز چینلز پر بیک وقت بریکنگ نیوز چلنے اور لگاتار لائیو کوریج اور فالو اپ کے نشر ہونے کا ریکارڈ جس خبر کے پاس ہے وہ 9/11 کا سانحہ تھا جسے دنیا میں دو سے زائد ممالک نے بیک وقت لائیو کوریج کیساتھ بریکنگ نیوز کی صورت میں نشر کیا۔ دہشت گردی کا یہی سانحہ کسی اور ملک میں ہوتا تو شاید اسے اتنی اہمیت نہ ملتی۔ امریکہ بہادر کے دو برج گرنے کا مطلب تھا کہ اس خبر میں Newsworthiness کے سات بنیادی عناصر شامل ہو گئے جس سے دنیا اس بات پر مجبور تھی کہ اسے ریکارڈ کوریج دے جس کا اثر یہ ہوا کہ دنیائے سیاست میں ایک نیا باب شروع ہو گیا، یعنی جب بھی تاریخ لکھی جائے گی تو حوالہ دینے کے لیے مورخ 9/11 سے قبل یا 9/11 کے بعد کا لفظ استعمال کر سکتا ہے۔ دسمبر 2019ء میں جب چین کے شہر وہان میں کرونا وائرس کی وبا پھیلنا شروع ہوئی تو کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ چند ہفتوں میں یہ وائرس دنیا میں ایسے پھیل جائے گا جیسے چین کے دیگر پروڈکٹس۔ کرونا وائرس کی وجہ سے اس وقت دنیائے سیاست، سیاحت و ثقافت، کھیل و تفریح، مذہب اور معیشت بلا امتیاز متاثر ہو رہے ہیں۔ 9/11 نے تو چند روز کے لیے دنیا کے نیوز چینلز کا نیوز ایجنڈا تبدیل کیا تھا مگر کرونا وائرس نے 9/11 کی بریکنگ نیوز اور فالو اپ کا ریکارڈ بھی توڑ دیا ہے۔ اس وقت دنیا کے دو سو سے زائد ممالک کے نیوز چینلز کی ہیڈ لائنز ہی نہیں بلکہ اسی فیصد خبروں کا تعلق کرونا وائرس سے ہی ہوتا ہے۔ سوشل میڈیا میں ٹک ٹاک کے ذریعے اگر کوئی انٹرٹینمنٹ کا کلپ شیئر کرتا ہے تو اس کا بھی تعلق کسی نا کسی طرح کرونا وائرس سے ہی ہوتا ہے۔ شاید انسان پر ایسا دور پہلے کبھی نا آیا تھا کہ وہ اپنے کسی عزیز کی بیمار پرسی کے لیے چاہ کر بھی نا جا سکتا ہو یا اپنے کسی عزیز رشتہ دار کی وفات پر یا جنازے میں شرکت وائرس کے خوف کی وجہ سے نا کر پایا ہو، کرونا وائرس کی وحشت گردی کا یہ عالم ہے کہ مریض اپنے گھر میں ہی اپنے آپ کو ایسا محسوس کر رہا ہوتا ہے جیسا کو شودر کسی برہمن سے۔ کرونا وائرس کی وجہ سے ایک روز میں مرنے والوں کا نیا ریکارڈ برطانیہ نے اپنے نام کیا ہے اس سے قبل یہ ریکارڈ چین کے پاس تھا جو اٹلی نے توڑا اور اٹلی سے یہ ریکارڈ سپین نے چند روز میں ہی چھین لیا اللہ نا کرے کہ اب کوئی ملک برطانیہ کا ریکارڈ توڑے۔ حالیہ دنوں میں امریکہ بہادر پر کرونا وائرس اپنے پنجے گاڑھ رہا ہے اور امریکی میڈیا کے مطابق وہاں ہسپتالوں میں مریضوں کی تعداد اتنی زیادہ ہو گئی ہے کہ ان کو طبی سہولتیں دینا ممکن نہیں رہا، ڈاکٹرز اور پیرا

میڈیکس سٹاف کے پاس اتنی سہولیات نہیں کہ وہ مریضوں اور اپنی جان کی حفاظت کر سکیں۔ عالمی بینک، آئی ایم ایف سمیت دیگر معاشی ادارے کرونا وائرس کے بعد شدید معاشی بحران کی نوید سنا چکے ہیں۔ غور طلب بات یہ ہے کہ چین کے شہر وہان میں جب یہ وباء پھیلی تو اس وقت لوگوں میں اتنی آگاہی نہیں تھی کہ اس وائرس سے کیسے بچنا ہے اور متاثر ہونے کی صورت میں کیسے نبٹنا ہے مگر اس کے باوجود چند ہفتوں میں چین نے اس پر قابو پا لیا اور حیران کن طور پر اسے چین کے دیگر شہروں میں پھیلنے نہیں دیا۔ کرونا وائرس کے متعلق بھی کئی conspiracy theories گردش کر رہی ہیں، چین نے امریکہ کو اس کا ذمہ دار قرار دیا اور امریکہ اسے چینی وائرس کہہ کر گیند انکے کورٹ میں ڈالنے کی کوشش کر رہا ہے۔ آنے والے وقتوں میں یہ بات بھی واضح ہو جائے گی کہ کون اس شیطانی کھیل کے پیچھے تھا اور کیا مفاد تھے؟ مگر نقصان میں عام انسان ہی ہے اور رہے گا۔ گزشتہ تین دہائیوں میں اگر دیکھیں تو چین نے اپنی معاشی حالت اتنی مستحکم اور مضبوط کر لی کہ دنیا کے معاشی سٹرکچر میں اسے وہی مقام حاصل ہو گیا جو خون کو جسم میں، جیسے خون جسم کی رگوں میں دوڑتا ہے ویسے ہی دنیا کی معاشی رگوں میں چینی پراڈکٹس۔ ایک وقت تھا جب امریکہ چین، بھارت، میکسیکو سمیت دیگر ممالک کو سروس جابز اور manufacturing jobs وغیرہ آؤٹ سورس کرتا تھا پھر اس نے وال سٹریٹ پر انویسٹ کرنا شروع کر دیا۔ نیٹو فورس کے ساتھ ملکر خصوصاً مسلمان ممالک کے وسائل پر قبضہ کرنے کے لیے ان پر چڑھائی کرنا شروع کر دی۔ جنگی جنون کی آبیاری کے لیے بجٹ عوام اور انسانیت کی بھلائی پر لگانے کی بجائے اسلحے و بارود پر لگانا شروع کر دیا۔ گزشتہ تین دہائیوں میں امریکہ نے تیرہ جنگوں میں حصہ لیا جس پر اسے تقریباً 14.2 ٹریلین ڈالر خرچ کرنا پڑے۔ یہی کام اس کے دیگر اتحادی ممالک نے بھی کیا۔ اگر امریکہ، برطانیہ، فرانس، جرمنی وغیرہ نے یہی پیسہ عوام پر خرچ ہوتا، انفاسٹرکچر پر لگایا ہوتا تو ایک نا نظر آنے والا کرونا وائرس انکے طبی نظام اور سہولتوں کو ایسا ننگا نہ کرتا۔ اس کے برعکس چین نے گزشتہ تین دہائیوں میں نا کسی سے جنگ کی اور نا ہی جنگ کا حصہ بنا اور چیونٹیوں کی طرح محنت کرتے ہوئے اپنے آپکو اس مقام پر لے آیا کہ آج امریکہ بہادر کو روس کیساتھ چین بھی اپنا حریف دکھائی دے رہا ہے۔ امریکہ، برطانیہ، جرمنی، فرانس اور کینیڈا جیسے مضبوط معیشت والے ممالک کرونا وائرس کے سامنے بے بس ہو گئے ہیں تو پاکستان جیسے ملک کا تو اللہ ہی حافظ ہے ناں! ہمیں بھی یہ بات سمجھنی ہو گی کہ پیسہ سڑکوں، میزائلوں اور جنگلا بسوں پر لگانے کی بجائے انسانوں کی بنیادی ضروریات یعنی تعلیم اور صحت پر بھی لگایا جائے۔ جیسے کسی فائٹر پائلٹ کو یہ نہیں سوچنا پڑتا کہ اس کے پاس معیاری اور وافر مقدار میں جہاز نہیں جس سے وہ دشمن کے جہاز کو گرا سکتا ہے اسی طرح ہسپتال میں ڈاکٹرز اور میڈیکل سٹاف کو یہ سوچنے کے ضرورت پیش نہیں آنی چاہئے کہ انکے پاس طبی سہولیات یا ایسے آلات نہیں جس سے کسی مریض کا علاج کرنا ضروری ہو۔ ریکارڈز کی بات ہو رہی ہے تو کرونا وائرس کی وجہ سے یہ ریکارڈ بھی بن گیا کہ کھیلوں کے میدان، سیر و سیاحت کے مقامات سمیت مذہبی مراکز سنسان ہو گئے، دعا ہے کہ ایسا ریکارڈ کبھی نا ٹوٹے۔ لوگ گھروں تک محدود ہو کر رہ گئے جس کی وجہ سے اس سال کے آخر میں شرح پیدائش اور طلاق کی شرح میں بھی ریکارڈ اضافہ متوقع ہے فی الحال کرونا وائرس سے شرح اموات کا ریکارڈ بن رہا ہے۔ چند روز کے لاک ڈاؤن سے لوگ کس اذیت سے گزر رہے ہیں اگر مقبوضہ کشمیر میں بھارتی مظالم کا شکار ہونے والے کشمیریوں کا سوچیں جو کئی مہینوں سے لاک ڈاؤن میں ہیں جو ایک عالمی ریکارڈ ہے۔ اقوام متحدہ میں مسئلہ کشمیر پر پیش کی گئی قرار داد ابھی

تک پایہ تکمیل تک نہیں پہنچائی گئی اور یہ بھی ایک ریکارڈ ہے کہ اتنے برس بیت جانے کے باوجود اسے حل نہیں کیا گیا۔ حکومت کی طرف سے عوام کو ریلیف پیکیج بارہ ہزار روپیہ نقد رقم کی صورت میں دیا جا رہا ہے جو پاکستان کی تاریخ میں ایک ریکارڈ ہے کہ اتنی رقم اتنے افراد تک آج تک نہیں پہنچائی گئی۔ پاکستان کے زمینی حقائق اور معاشی حالت کے پیش نظر صرف حکومت سے ہی سب امیدیں نہیں لگانی چاہئیں تمام مخیّر حضرات اور سیاسی رہنماؤں کو میدان میں آ کر عبدالستار ایدھی کا ریکارڈ توڑنے کی کوشش کرنی چاہئے، کہتے ہیں کہ ریکارڈز بنتے ہیں ٹوٹنے کے لیے ہیں تو آئیں انسانیت کی خدمت اور عوام کی بھلائی کے لیے کیے گئے اچھے کاموں کا ریکارڈ توڑنے کی کوشش کریں۔

تحریر: سہیل احمد لون

سربٹن۔ سرے

sohailloun@gmail.com

12-04-2020